بخدمت جناب محمد اقبال مجددی صاحب
منجانب راسخ عرفانی
۲۴ فروری ۸ء

رنگِ تغزل

ذخیرہ محمد اقبال مجددی

راسخ عرفانی

مکتبۂ نور
گوجرانوالہ

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

(جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ)

136948

واحد نمائندہ

مکتبۂ نور

گوجرانوالہ

Marfat.com

انتساب

ایک دُور افتادہ دوست کے نام
جس کی یاد
چودہ برس کی طویل مفارقت کے باوجود آج بھی
دل و دماغ میں تازہ ہے۔

راسخ عرفانی

Marfat.com

ناشر
عبدالغنی ثاقب عرفانی
مہتمم مکتبۂ نور
ڈاکٹر بلڈنگ چوک نیایئں
گوجرانوالہ

مطبوعہ
اصلاح پریس گوجرانوالہ

قیمت تین روپے

Marfat.com

پیش لفظ

از جناب ملک منظور حسین منظورؔ ایم اے مصنف جنگ نامہ اسلام

حدیث درد، کیف دوام وغیرہ

(ہیڈ ماسٹر اے، ڈی، ماڈل ہائی سکول گوجرانوالہ)

کسی فنِ کار کی ادبی تخلیق کے آغاز میں از راہِ تقریظ ایک ایسے اجمالی تبصرے کی اشاعت جو اُس کے ضروری پہلوؤں پر کم و بیش محیط ہونے کے علاوہ قارئین کو فنِ کار کی شخصیت سے متعارف کرانے میں ممد ہو سکے کچھ ایسا رواج پا چکی ہے کہ اس کے بغیر بالعموم مذکورہ قسم کی تصنیف کو نظرِ عام پر لانا مناسب خیال نہیں کیا جاتا اور اس فارسی مقولے کے مصداق

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

صورتِ حال مستحسن بھی نظر آتی ہے۔ مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ تبصرہ نگار

Marfat.com

نقد و نظر کی اہلیت رکھنے کے علاوہ اپنے طرزِ نگارش میں اس حد تک محتاط ہو کہ حقیقت کا دامن اُس کے ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے ۔

اب جہاں تک خالص تنقیدی رنگ میں اظہارِ خیال کا تعلق ہے راقم اپنی ہیچمدانی کا اعتراف کرتے ہوئے یہ عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہے، کہ اس منزل کی پُر پیچ راہوں سے نہ تو اسے چنداں واقفیت ہے اور نہ ہی اُن پر چلنے اور خود کو تنقید نگار حضرات کے زمرے میں شامل کرنے کا شوق ہے۔ لہٰذا زیرِ نظر مجموعۂ غزلیات "رنگِ تغزّل" سے متعلق اُس کی گزارشات صاحبِ تصنیف کے تعارف اور اُن کے کلام کے بعض ایسے پہلوؤں پر ہی مشتمل تصور کی جائیں جن سے براہِ راست ذاتی واقفیت کے علاوہ اُسے اپنے ذوقِ ادب کے مطابق اس وقت تک متمتّع ہونے کا موقع مل سکا ہے ۔

یہ مجموعہ "رنگِ تغزّل" جناب عبدالواحد صاحب راسخ عرفانی کی اُن غزلیات پر مشتمل ہے جو موصوف نے اپنے گزشتہ بیس۲۰ بائیس۲۲ برس کے کلام سے منتخب کی ہیں، ہر غزل کے ساتھ تاریخ اور سن کا التزام کر کے انہوں نے اپنے ارتقائے شاعری کے سنگ ہائے میل کی خود نشاندہی فرما دی ہے۔ لہٰذا اس دوران میں شاعر کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر ہونے کے لئے جن مراحل سے بتدریج گزرنا پڑا ہے ادب کا صحیح ذوق رکھنے والا قاری اُن کا بخوبی احاطہ کر سکتا ہے ۔

Marfat.com

مجھے ایک عرصہ سے موصوف کے ساتھ متعارف ہونے کا شرف حاصل ہے اور میں کئی موقعوں پر خود ان کی زبانی اُن کا کلام سن کر مسرت اندوز ہوتا رہا ہوں وہ بالعموم تحت اللفظ پڑھتے ہیں۔ اور خوب پڑھتے ہیں۔ شروع شروع میں مجھے اُن کی بعض ایسی نظمیں پڑھنے اور سننے کا موقع ملا جو خالص اسلامی غنائیہ اور اخلاق کی آئینہ دار تھیں ان میں ان کے وجد انگیز نعتیہ اشعار کے علاوہ وہ مثنوی (رموزِ حیات) بھی شامل ہے جو "پند نامۂ عطار" کے آزاد ترجمے کی حیثیت سے شائع ہو چکی ہے۔ ایسی منظومات کے مجموعی تاثر سے میں نے شروع میں شاعر کے طبعی میلان کی نسبت جو رائے قائم کی تھی۔ اُن کی تصنیف "نمائشِ نگار" کے مطالعہ کرنے پر بدلنا پڑی۔ کیونکہ مجھے اس مجموعۂ منظومات کے اکثر حصے جہاں ایک مخصوص رنگِ تغزل کے آئینہ دار نظر آئے وہاں عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق اس کے بعض پہلو وسیع تر اخلاقی اقدار کے حامل بھی پائے گئے۔

بہرکیف یہ حقیقت ہے کہ راسخ صاحب کی غزل گوئی کا سراغ اس طرح پا لینے کے بعد اب زیرِ نظر مجموعۂ غزلیات کی صورت میں آخر ہم اُن کے دورِ تغزل کی انتہائی بلندیوں تک آپہنچے ہیں چنانچہ ان غزلیات کا بیشتر حصہ ایسا ہے جو شاعر کے تازہ ترین جذبات کا آئینہ دار ہے اور جس میں ان کا رنگِ تغزل بھرپور انداز میں نمایاں ہے۔ یہ آخری دور کی غزلیں جہاں زبان اور طرزِ بیان کے لحاظ سے گذشتہ پندرہ بیس برس کی غزلوں کے مقابل ممیز نظر آتی ہیں وہاں وقت اور

Marfat.com

ماحول کے قدرتی تقاضوں سے بھی برابر متاثر معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً ؎

گلہ ہے اپنی قسمت سے نہ راس آیا چمن ہم کو
نہ پھولوں سے شکایت ہے نہ شکوہ ہے بہاروں سے

جو طوفانوں سے کھیلے تھے اُن غوّاصوں کا ذکر نہیں
غم اُن کا ہے جو ساحل پر تقدیر کے مارے ڈوب گئے

وہ بیکار ہوس رانی وہ محشر خیز ہنگامے
گذشتہ عہدِ جمہوری ارے توبہ ارے توبہ

جہاں نذرِ ہوس ہوتی ہیں نوخیز و حسیں کلیاں
ہزاروں بار ہم ایسے بھی ایوانوں سے گزرے ہیں

لاکھ سیاروں تک انساں دسترس حاصل کرے
پھر بھی قسمت کے ستاروں کو بدل سکتا نہیں

اب ان اشعار میں ندرتِ بیان ملاحظہ ہو۔ ان کے پچھلے چند سال کے کلام میں اس طرزِ بیان کے نقوش اکثر نظر آتے ہیں۔

Marfat.com

آنے لگے ہیں ہوش میں پھر حضرتِ کلیم
اے برقِ طور لمعۂ انوار اور بھی

یہ اعجازِ محبت ہے کہ پروازِ تخیل ہے
شبِ فرقت میں ہم اکثر پری خانوں سے گذرے ہیں

پھر نشیمن کی ہے ہوس دل کو
برقِ سوزاں تری دُہائی ہے

گلوں سے چل کے رخسارِ بتاں تک بات پہنچی ہے
کہاں سے بات نکلی تھی کہاں تک بات پہنچی ہے

تمہاری بے رُخی کو دیکھ کر ترکِ محبت پر
مرا دل بھی اگر مجبور ہو جائے کیا ہوگا؟

یہ اقتباس بمصداق "مشتے نمونہ از خروارے" صرف چند مثالوں پر مشتمل ہے حال اور ماضی کی غزلوں میں ایسی کئی اور مثالیں بھی مل سکتی ہیں۔ بایں ہمہ یہ ہیئتِ مجموعی تکنیک اور نفسِ مضمون کے اعتبار سے راسخ صاحب کا

Marfat.com

دلکش اندازِ تغزّل یقیناً پرانی ڈگر پر چلنے والے طبقے کی وضع کا پاسدار ہے اور اس میں حسن و عشق کی مختلف کیفیات کی ترجمانی کے لئے وہ تمام لوازمات (استعارات، کنایات اور تشبیہات) موجود ہیں۔ جو متقدّمین کے عہد سے لیکر اس وقت تک کے معروف متغزّلین کے ہاں سرمایۂ حیات چلے آ رہے ہیں۔

(ملک) منظور حسین منظورؔ
گوجرانوالہ
یکم ستمبر ۱۹۶۱ء

Marfat.com

ایک خط ایک تراشہ

از دفتر نمکدان کراچی

حضرتِ راسخ کی خدمت میں سلام اخلاص

شکوے بجا لیکن یہ الزام غلط کہ میں اپنے عزیز ترین ساتھیوں کو بھول چکا ہوں۔ میں "خود فراموش" تو ضرور ہوں لیکن "احباب فراموش" نہیں۔ نمکدان میں تبصرے نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ طنز و مزاح کا پرچہ ہے۔ میں نے کراچی کے کثیر الاشاعت اخبار "جنگ" میں آپ کی کتاب کے متعلق کچھ لکھا ہے۔ اقتباسات کے ساتھ —— اس کا تراشہ منسلک ہے۔

ممتاز بسمل کو سلام کہیئے۔ میں اُن کی آمد کا منتظر ہوں۔ ۲۵ فروری کو بین المملکتی مشاعرے میں شرکت کیلئے دہلی جا رہا ہوں۔ یکم مارچ تک واپسی ہو گی۔

دیگر خیریت، امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہونگے پرسانِ حال کو سلام نیاز۔

آپ کا دیرینہ رفیق

مجید لاہوری

۲۱ فروری ۱۹۵۲ء

Marfat.com

تراشہ ..... حرف و حکایت

مجید لاہوری

آج کی ڈاک میں پُرانے رفیق حضرت راسخ عرفانی کا خط ملا تو ـــــ یُوں محسوس ہُوا جیسے برسوں کی کھوئی ہُوئی شے مل گئی۔ خط کے ساتھ راسخ صاحب نے اپنا مجموعۂ کلام بھی بھیجا ہے۔ مجموعے کا نام "خلشِ خار" ہے۔ دیدہ زیب طباعت، نفیس کاغذ ۹۶ صفحات، یہ مجموعہ "مکتبۂ نور" گوجرانوالہ نے چھاپا ہے۔ راسخ صاحب نے مجھ سے تبصرہ کرنے کے لئے کہا ہے۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ مَیں نہ تو نقاد ہُوں نہ تبصرہ نگار ـــ اور ویسے بھی مَیں یہ سمجھتا ہُوں کہ رائی کو پربت بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن ہر کوئی اسے پربت نہیں مانے گا۔ اِسی طرح پربت کو رائی ثابت کیا جا سکتا ہے ـــــ لیکن پربت آخر پربت ہے۔ تنقید نگاروں نے گروہ بنا رکھے ہیں وہ تعریف پر آئیں تو اپنے گروہ والوں کو فرشتہ بنا دیں ـــــ اور ـــــ حریفوں کی تنقیص کریں تو انہیں شیطان بنا دیں۔ بہت کم لوگ ہیں جو فرشتے اور شیطان کے درمیان توازن قائم کریں۔ اور یہ کہیں کہ ان دونوں کے درمیان ایک اور مخلوق بھی ہے ـــــ جسے انسان کہتے ہیں ـــــ میرا تو اس پر ایمان ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ اِس لئے میں نمونے کی چند چیزیں دے رہا ہوں۔

Marfat.com

جال

عقلِ انسانی نے پھیلائے ہیں جو رنگین جال
سوچتا ہوں کس طرح ٹوٹیں گے یہ سنگین جال

پیش کرنے کے لئے عقل و تدبر کا ثبوت
فکرِ انساں نے بُنے ہیں جال مثلِ عنکبوت

ابنِ آدم ان میں پھنس کر کس قدر مجبور ہے
ساغرِ عالم شرابِ درد سے معمور ہے

لاکھ کوئی حکمت و تدبیر سے کاٹے انہیں
لاکھ کوئی خنجرِ شمشیر سے کاٹے انہیں

وائے محرومی مگر یہ جال کٹ سکتے نہیں!
راہِ ہستی سے کبھی پتھر یہ ہٹ سکتے نہیں!

مدتوں سے جو چلا آتا ہے بوسیدہ نظام
کون بدلے گا مرے ہمدم یہ پیچیدہ نظام

کون توڑے گا یہ زنجیرِ قیودِ زندگی
کون پھاندے گا یہ دیوارِ حدودِ زندگی

افتراقِ قومیت، رنگ و وطن کا امتیاز
وائے محرومی یہ تسنیم و چمن کا امتیاز

اک طرف سامانِ عشرت یار کی بہتات ہے
ایک جانب زندگانی کشتۂ آفات ہے

یہ تمدن دوستو تخلیقِ انسانی سہی
نکہ آدم عقل و حکمت کی ہی زندانی سہی

یہ تمدن اب خرد سے بھی بدل سکتا نہیں
موت کے سر پر چراغِ زیست جل سکتا نہیں

علم حسنِ جہل پر مشقِ ستم کرتا رہے
موت کے خاکوں میں خونِ زندگی بھرتا رہے

پھر بھی مٹ سکتا نہیں ہمدم یہ بوسیدہ نظام
کون بدلے گا چمن سے یہ خزاں دیدہ نظام

یہ تجسس، یہ فسوں کاری یہ عظمت کا خیال
سوچتا ہوں کس طرح ٹوٹیں گے یہ رنگین جال

(از خلش غبار)

Marfat.com

مزدور باپ

مرا ننھا بہت معصوم ہے اور بھولا بھالا ہے
مرے سینے کی ٹھنڈک میری آنکھوں کا اجالا ہے

ابھی وہ بے خبر ہے بحرِ غم کے تیز ریلوں سے
ابھی وہ بے خبر ہے زندگانی کے جھمیلوں سے

ابھی سے کیوں اُسے میں آشنائے رودِ غم کر دوں
دلِ معصوم کو یوں کشتۂ تیغِ الم کر دوں

میں اُس کے اشک اپنی خشک آنکھوں میں سمو لوں گا
کہیں افلاس کے پردے میں چھپ چھپ کے میں رو لوں گا

اگرچہ مجھکو استغنائے اہلِ زر نے مارا ہے
مگر اُنکے گھروں کو پھر بھی میں نے ہی سنوارا ہے

مرے دم سے ہی قائم ہے یہ رونق کارخانوں کی
خبر دی ہے زمیں والوں کو میں نے آسمانوں کی

مری محنت سے ہی انسان نے پرواز سیکھی ہے
مجھی سے برق رفتاری پھر انداز سیکھی ہے

مجھے اس کے عوض نانِ جویں تک بھی نہیں ملتی
مرے دل کی کلی یادِ مسرت سے نہیں کھلتی

سہوں گا کلفتیں لیکن زباں سے کچھ نہ بولوں گا
میں اس معصوم و کمسن پہ نہ دل کا بھید کھولوں گا

مرے افلاس کی روداد سن کر وہ بھی روئے گا
بچارا عارضِ گلرنگ کو اشکوں سے دھوئے گا

اُسے رشک آئے گا میری طرح جاگیرزادوں پہ
مسلط ہو گا جذبِ کمتری اسکے ارادوں پہ

میں کیوں اک غنچۂ نوخیز کو برباد کر ڈالوں
میں کیوں ہنستے ہوئے چہرے کو یوں ناشاد کر ڈالوں

مرا ننھا ابھی معصوم ہے اور بھولا بھالا ہے
مرے سینے کی ٹھنڈک میری آنکھوں کا اجالا ہے

(از خلش نعار)

Marfat.com

آخری ملاقات

مَیں ابھی اُٹھ کے تیرے در سے چلا جاؤں گا
اور ترے سر کی قسم پھر نہ کبھی آؤں گا

آج اِک بات فقط پوچھنے مَیں آیا ہوں
تو مجھے چھوڑ کے ٹھکرا کے، چلی جائے گی؟
اور مری درد بھری زیست کو زخمی کر کے
عمر بھر پھر نہ مرے پاس کبھی آئے گی؟

اے مری جانِ سکوں مجھکو ذرا یہ تو بتا
وہ ترا عہدِ وفا خواب تھا، افسانہ تھا؟
جب کبھی مجھکو یقیں عشق کا دلواتی تھی
دل ترا جذبۂ اخلاص سے بیگانہ تھا؟

وائے تقدیر کہ یہ پہلے مجھے علم نہ تھا
میرے افلاسِ الم خیز سے ہے عار تجھے
ایک نادار سے کیوں عہدِ وفا باندھا تھا
جب زر و سیم کے ماحول سے تھا پیار تجھے

تیری معذوریٔ غم ریز کا احساس تو ہے
مجھ کو ناسازیٔ حالات سے انکار نہیں
میری ناکامی میں کچھ بخت کا بھی ہاتھ سہی
تُو بھی مجبور ہے اس بات سے انکار نہیں

کیسی تفریق ہے زرداری و ناداری کی
میرا افلاس ترے جسم کو اپنا نہ سکا
ریشم و اطلس و کمخواب کی نایابی سے
وائے محرومیٔ تقدیر تجھے پا نہ سکا

Marfat.com

آج کچھ دیر مرے دل کو بہل جانے دے
کل تو تُو دُور کہیں دُور چلی جائے گی
اور مری درد بھری زیست کو زخمی کر کے
عمر بھر پھر نہ مرے پاس کبھی آئے گی

تیرہ و تار سیہ زلف کی پرچھائیں میں
تھوڑی سی دیر مجھے اور سکوں پانے دے
کل تو تُو دُور بہت دُور چلی جائے گی
آج کچھ دیر مرے دل کو بہل جانے دے

پھر ترے در سے ابھی اُٹھ کے چلا جاؤں گا
اور ترے سر کی قسم پھر نہ کبھی آؤں گا

کتاب کا انتساب اتنا بہتر ہے کہ اس کی داد نہ دینا میرے نزدیک گناہ ہے ——

ہر اُس شخص کے نام ——

جو صرف اس لئے زندہ ہے کہ

"زندگی بھر زندہ رہنے کے سوا چارہ نہیں"

اس مجموعے میں اسی انتساب کی جھلکیاں جا بجا ملتی ہیں۔

روزنامہ جنگ کراچی ۲۱ فروری ۱۹۵۶ء

Marfat.com

○

جمالِ رنگیں عیاں ہے اُس کا مگر وہ پھر بھی عیاں نہیں ہے
عجیب رازِ نہاں بنا ہے اگرچہ رازِ نہاں نہیں ہے
یہ امتیازِ مقام کیسا یہاں نہیں ہے وہاں نہیں ہے
مجھے خدارا بتا تو واعظ کہ اُس کا جلوہ کہاں نہیں ہے
سلاسلِ عشقِ سرمدی میں اُلجھ کے مسرور و شادماں ہوں
خوشا مقدّر کہ قلبِ مخلص اسیرِ زُلفِ بتاں نہیں ہے
یہ مَیں نے مانا کہ میرے سجدے نہیں ترے سنگِ در کے قابل
مری جبیں کے لئے بھی تیرے سوا کوئی آستاں نہیں ہے

Marfat.com

قفس میں کرتے ہو ذکر مجھ سے وہ اور ہوگا مرے رفیقو
چمن وہ میرا چمن نہیں ہے جو وقفِ جورِ خزاں نہیں ہے
لحاظِ آدابِ فصلِ گُل ہے خموش بیٹھا ہوں مَیں قفس میں
غلط یہ سمجھے ہیں اہلِ گلشن کہ مجھ کو تابِ فغاں نہیں ہے
وفورِ درد و الم سے راسخ دبے ہوئے ہو جھکے ہوئے ہو
گراں تو ہے بارِ زندگانی پر اسقدر بھی گراں نہیں ہے

Marfat.com

○

وہ جلوے کسی کے فسوزاں فروزاں

سراپا تجلّی درخشاں درخشاں!

کبھی چشمِ پُرنم نے غم کی کہانی!!

رہے نطق سے لب گریزاں گریزاں!

مجھے کر کے رنج والم کے حوالے

کدھر جا رہے ہو خراماں خراماں!

اُڑائی ہے کس نے خبر یہ خزاں کی

جو غنچوں کے دل ہیں ہراساں ہراساں

حسیں اور بھی ہیں کئی بزمِ دل میں

مگر وہ ہے راسخ نمایاں نمایاں

۳ر نومبر ۱۹۳۷ء

Marfat.com

محوِ استقبال ہے ساقی جو میخانے کی خاک
آ رہی ہے اُڑ کے شاید تیرے مستانے کی خاک

گردِ شمعِ کشتہ ہے تا صبح مصروفِ طواف
کس قدر گرویدۂ اُلفت ہے پروانے کی خاک

دیدنی ہے انتہائے جذبۂ سرگشتگی!
نجد میں ہے محوِ گردش قیس دیوانے کی خاک

محفلِ شب تھی طرب افزا مگر وقتِ سحر
"یادگار رونقِ محفل تھی پروانے کی خاک"

Marfat.com

پائے مالِ محتسب ہو کر بھی رندوں کے لئے
قابلِ تعظیم ہے اُس شیخ پیمانے کی خاک

ساقیِ کوثر ترے در تک رسائی ہو اگر
اپنی آنکھوں سے لگاؤں تیرے میخانے کی خاک

آج شائد چل بسا ہے راسخ مست و خراب
سر میں ڈالے آ رہے ہیں رند میخانے کی خاک

۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء

Marfat.com

○

مخزنِ مشکِ ختن ہے زلفِ عنبر بارِ دوست
رشکِ گلہائے حسیں ہیں عارض و رخسارِ دوست

شامِ غم کے لب پہ تھا افسانۂ زلفِ دراز
صبحِ نو نے آکے چھیڑا نغمۂ رخسارِ دوست

المدد اے جذبۂ تابِ تکلم المدد
مجھکو ہے مقصود اظہارِ غمِ آزارِ دوست

اب نظر میں کیا سمائے جلوۂ حسنِ جہاں
قلبِ مخلص ہو گیا ہے محرمِ اسرارِ دوست

136948

Marfat.com

دیدنی ہے ہمصفیرو ارتباطِ کفر و دیں

شیخ کا دل بھی ہے صیدِ حلقۂ زنّارِ دوست

منتظر بیٹھے ہیں کب سے تشنہ کامانِ خلوص

اس طرف بھی اک نظر اے ساغرِ سرشارِ دوست

بُلبلیں ہیں محوِ حیرت، گل ہمہ تن گوش ہیں

دیکھ اے راسخ فسونِ گرمیٔ گفتارِ دوست

۲۰، مارچ سنہ ۱۹۳۸ء

Marfat.com

○

متاعِ دین و ایماں بھی ہُوا نذرِ بتاں اپنا
یہی لے دے کے تھا سرمایۂ تسکینِ جاں اپنا

گُلوں کی آرزو میں پھُونک ڈالا آشیانہ بھی
نہ سوچا بلبلِ ناداں نے کچھ سُود و زیاں اپنا

کریں کس مُنہ سے شکوہ ہم صفیر و برقِ سوزاں کا
کیا ہے نذرِ آتش ہم نے خود جب گلستاں اپنا

کہیں بیمِ خزاں ہے ڈر کہیں ہے برق و باراں کا
کہاں جا کر بنائے مرغِ بیکس آشیاں اپنا

Marfat.com

عجب بیگانگی کی رَو چلی ہے عصرِ حاضر میں
وہی دشمن ہوا ہے جس کو سمجھا مہرباں اپنا

برنگِ اشکِ پیہم آتشِ غم کے شرارے ہیں
پگھل کر آنکھ سے بہتا ہے یہ سوزِ نہاں اپنا

نہیں مجھ میں کوئی خوبی، نوازش ہے مگر اُس کی
کہ راسخ معتقد ہے آج ہر اہلِ زباں اپنا

پٹنہ ـــــ ۲۲ مارچ ۱۹۳۹ء

Marfat.com

جمالِ جانستاں کی برق افشانی نہیں جاتی

نہیں جاتی ترے جلووں کی تابانی نہیں جاتی

ہزاروں داغ سینے کے نمایاں کر چکا ہوں مَیں

مرے ظلمتکدے کی تیرہ سامانی نہیں جاتی

نہ ساقی ہے نہ ساغر ہے نہ مینا ہے نہ میخانہ

نہیں ہے کچھ بھی لیکن کیفِ سامانی نہیں جاتی

کسی کی نرگسی آنکھوں کا یہ احسان ہے مجھ پر

پیے جاتا ہوں لیکن پاکدامانی نہیں جاتی

Marfat.com

اِدھر کچھ منتشر سا ہے مرا شیرازۂ ہستی
اُدھر زُلفِ پریشاں کی پریشانی نہیں جاتی

تسلّی جب وہ دیتے ہیں سنبھل جاتا ہے دل اکثر
مگر چشمِ حزیں کی اشک افشانی نہیں جاتی

بھلا ترکِ جفا پر بھی یہ کیا کم ہے جفا راسخ
کہ اِک مُدّت سے اب اُن کی پشیمانی نہیں جاتی

۲ ستمبر ۱۹۴۴ء

Marfat.com

بہارِ باغِ عالم ایک رنگیں دام ہے ساقی
دلِ انساں اسیرِ حلقۂ اوہام ہے ساقی
ابھی کچھ اَور مجھ کو بادۂ سرمد کے ساغر دے
مرے دل میں ابھی اندیشۂ انجام ہے ساقی
متاعِ رندِ بے مایہ نہیں ہے ماسوا اس کے
کہ اِک ٹوٹی صراحی اِک شکستہ جام ہے ساقی
جوانمردی سے آلامِ زمانہ سہنے والوں میں
سرِ فہرست تیرے میکشوں کا نام ہے ساقی

Marfat.com

ترے دشمن نے توقیرِ فلک کو روند ڈالا ہے
ترا بندہ مگر محوِ غمِ ایام ہے ساقی

حیاتِ چند روزہ مشتمل ہے چند آہوں پر
یہی آہیں ہیں جن کا زندگانی نام ہے ساقی

کہاں تیری سخاوت ہے کہاں ہے تیری فیاضی
ترا راسخ ابھی تک تشنہ و ناکام ہے ساقی

۵ اپریل ۱۹۴۴ء

Marfat.com

خزاں کو بھی بہارِ جاوداں کہنا ہی پڑتا ہے
کسی بیدادگر کو مہرباں کہنا ہی پڑتا ہے
کوئی بھی قلزمِ دل کی عمیقی کو نہیں پہنچا
اس اِک قطرے کو بحرِ بیکراں کہنا ہی پڑتا ہے
تری نظروں نے بسمل کر دیا ہے اہلِ محفل کو
ترے غمزوں کو شمشیر و سناں کہنا ہی پڑتا ہے
غزل میں استعاروں میں اشاروں میں کنایوں میں
بہرصورت ہمیں رازِ نہاں کہنا ہی پڑتا ہے

Marfat.com

نگاہوں ہی نگاہوں میں عموماً راز کھُلتے ہیں
اِن آنکھوں کو بھی دل کا ترجماں کہنا ہی پڑتا ہے

ترے در تک جو پہنچا ہے بڑی مشکل سے پہنچا ہے
ترے کُوچے کو دارالامتحاں کہنا ہی پڑتا ہے

محبت کے سوا تو زندگی بھی موت ہے راسخ
محبت کو بالآخر جانِ جاں کہنا ہی پڑتا ہے

۷ رجولائی ۱۹۴۴ء

Marfat.com

پیرِ میخانہ کا مئے نوشوں پہ لطفِ عام تھا
وائے محرومی کہ میرا پھر بھی خالی جام تھا

اللہ اللہ نوجوانی کا سماں، یاد ش بخیر
ہاتھ میں ساغر، بغل میں ساقیٔ گلفام تھا

اے خوشا ٹوٹا ہے اب سحرِ فریبِ آرزو
مُدتوں سے مَیں اسیرِ حلقۂ اوہام تھا

چند افسردہ سی کلیاں چند پروانوں کی خاک
شامِ عشرت کا یہ ہنگامِ سحر انجام تھا

Marfat.com

ہائے وہ ایّام رفتہ کسقدر پُرکیف تھے
جب مرا دل بے نیازِ گردشِ ایّام تھا

اختتامِ شب پہ اُس کی بیقراری کیا کہیں
عاشقِ مہجور مثلِ مرغِ زیرِ دام تھا

وقتِ آخر دیدنی تھا اُسکے مضطر کا حال
جان ہونٹوں پہ تھی لیکن لب پہ تیرا نام تھا

۲۴ر جولائی ۱۹۴۴ء

Marfat.com

سوزِ فراق دل کو جلائے تو کیا کروں

اِک بے وفا کی یاد ستائے تو کیا کروں

بن کر سرور و کیف وہ مستِ شباب حُسن

میرے دل و دماغ پر چھائے تو کیا کروں

وقفِ خزاں ہے مُدتوں سے باغِ آرزو

وہ رشکِ صد بہار نہ آئے تو کیا کروں

آنسو تو پونچھ لوں ترے کہنے پہ میں مگر

قلبِ حزیں قرار نہ پائے تو کیا کروں

Marfat.com

رنجیدگی کے لاکھ ارادے ہوں مستقل
لیکن بچشمِ تر وہ منائے تو کیا کروں

یہ تو بجا ہے بادہ پرستی حرام ہے
وہ چشمِ مست مجھ کو پلائے تو کیا کروں

تلقینِ صبر و ضبط اے ناصح بجا سہی
فرطِ الم سے دل جو بھر آئے تو کیا کروں

۱۱ مارچ ۱۹۴۵ء

Marfat.com

میرے دل و دماغ پر چھانے لگا ہے کون
بزمِ تصوّرات میں آنے لگا ہے کون
چھیڑا ہے کس نے نغمۂ پُرکیف و دلنشیں
کون و مکاں کو وجد میں لانے لگا ہے کون
کس برقِ دلفروز کے جلووں کی ہے نمود
ذرّوں کو آفتاب بنانے لگا ہے کون
مہتابِ زرفشاں بھی ہے بادل میں چھپ گیا
پردہ رُخِ حسیں سے اُٹھانے لگا ہے کون

Marfat.com

چھایا ہُوا ہے دہر میں ہر سُو سکوتِ مرگ
روداد ہجر آج سنانے لگا ہے کون

تارے بھی سوگوار ہیں شبنم بھی اشکبار
اُٹھ کر تمہاری بزم سے جانے لگا ہے کون

برقِ عتاب دیکھئے راسخ کہاں گرے
دیکھیں صلہ وفا کا یہ پانے لگا ہے کون

۱۵ جون ۱۹۴۵ء

Marfat.com

تپش داغِ نہاں کی دل کو گرماتی ہے برسوں سے
مجھے اِک بے وفا کی یاد تڑپاتی ہے برسوں سے

نہ جانے وہ کہاں میخانۂ عالم میں مخفی ہے
جو چشمِ مست مجھ پر کیف برساتی ہے برسوں سے

دعا ہے یہ کہ اُس تیغِ نظر کی خیر ہو یا رب
جو میرے دل پہ مشقِ جور فرماتی ہے برسوں سے

کسی کی زلفِ پیچاں کا تصوّر پوچھتے کیا ہو
مرے سینے پہ اِک ناگن سی بل کھاتی ہے برسوں سے

Marfat.com

بڑی مُدّت سے دل پر نقش ہیں دھندلی سی کچھ یادیں
وُہی یادیں کہ جن کی یاد تڑپاتی ہے برسوں سے

مجھے اُن سے محبت ہے مجھے اُن سے محبّت ہے
زباں میری یہی اِک بات دُہراتی ہے برسوں سے

اسیرِ حلقۂ دام بہاراں ہُوں مَیں اے راسخؔ!
نظر میری فریبِ رنگ و بو کھاتی ہے برسوں سے

۲۷ جولائی ۱۹۴۵ء

Marfat.com

برقِ تجلّیاتِ حسن دل پہ گرا گیا کوئی
خرمنِ صبر و ضبط میں آگ لگا گیا کوئی

میرے تصوّرات کی بزم پہ چھا گیا کوئی
رگ رگ میں روحِ زندگی بن کے سما گیا کوئی

چشمِ جنوں طراز کی ہائے رے فتنہ کاریاں
عالمِ جذب و شوق میں حشر اُٹھا گیا کوئی

ویسے بھی اضطرابِ دل کم تو نہیں تھا اے ندیم
خواب میں آکے بیکلی اَور بڑھا گیا کوئی

Marfat.com

"تازہ بہ تازہ نو بہ نو با ہمہ اہتمام حسن

بن کے بہارِ بے خزاں باغ پہ چھا گیا کوئی

حسنِ جفا شعار کا لطف و کرم تو دیکھئے

میری حیات سر بسر درد بنا گیا کوئی

رآسخِ غم نصیب کو دیکھ کے چشمِ ناز سے

کر کے ہلاکِ آرزو آنکھ چرا گیا کوئی

یکم نومبر ۱۹۴۵ء

Marfat.com

مری ہستی مٹائی جا رہی ہے
محبّت آزمائی جا رہی ہے

بہ ایمائے نگاہِ فتنہ پرور
قیامت اِک اُٹھائی جا رہی ہے

مدوا ے جذبۂ ذوقِ تماشا
نقابِ رُخ اٹھائی جا رہی ہے

وہ آئے ہیں سرِ بزمِ تصوّر
خوشی ہر سمت چھائی جا رہی ہے

Marfat.com

محبت کی جنوں پرور کہانی
کسی کو پھر سُنائی جا رہی ہے

وفورِ غم سے آنسو بہہ رہے ہیں
لگی دل کی بجھائی جا رہی ہے

یہ اب ترکِ وفا کی مجھ پہ راسخ
نئی تہمت لگائی جا رہی ہے

یکم جنوری ۱۹۴۶ء

Marfat.com

مجاہد کو ہراساں کیا کرے گا بیمِ جنگ آخر
جواں ہوتے ہیں طوفانوں میں ہی پل کر نہنگ آخر

مبارک ہو تمہیں اے شمعِ آزادی کے پروانو
ہوئے رخصت اٹھا کر بوریا اہلِ فرنگ آخر

مآلِ عیش و مستی ماسوائے درد و غم کیا ہے
رولاتی ہے لہو دل کو شرابِ لالہ رنگ آخر

وہی عہدِ جہالت کا جنوں ہم کو عطا کر دے
الٰہی عقل کے فتنوں سے ہم آئے ہیں تنگ آخر

Marfat.com

اچانک زندگانی کا کھلونا ٹوٹ جائے گا
اُڑے گا تا کجا دوشِ ہوا پر یہ پتنگ آخر

خزاں میں بھی گریباں چاک کر ڈالے تو پھر کیا ہے
یہ دیوانہ ہو کیوں زندانیٔ ناموس و ننگ آخر

اگر ذہنِ رسا بخشا ہے قدرت نے اُسے راسخ
کوئی پھر کیا کرے گا قافیہ شاعر کا تنگ آخر

۳ فروری ۱۹۵۶ء

Marfat.com

مطمئن ہیں ہوس کی نگاہیں ابھی
خوب تابندہ ہیں رقص گاہیں ابھی
طوق بن کر گلے میں پڑی ہیں مرے
دخترِ افرنگ کی گوری باہیں ابھی
ہمصفیرو جو غارتگرِ ہوش ہیں
وہ مری تاک میں ہیں نگاہیں ابھی
ہر نفس بوالہوس کا فلک سوز ہے
نارساہیں محبت کی آہیں ابھی

Marfat.com

قصرِ الحاد پر ضو فشاں ہے قمر
حق پرستی کی تیرہ ہیں راہیں ابھی
اپنے ایماں پہ شائد بھروسہ نہیں
ڈھونڈھتا ہے مسلماں پناہیں ابھی
چشمِ بینا تو رکھتا ہے راسخ مگر
مصلحت آشنا ہیں نگاہیں ابھی

۲۵ مئی ۱۹۵۶ء

Marfat.com

○

شبِ غم سوزِ الفت کے شرارے یاد کرتے ہیں
تمہیں میرے جہاں کے چاند تارے یاد کرتے ہیں

خدا حافظ، مری توبہ کے رکھوالو خدا حافظ
مجھے ابرِ بہاراں کے اشارے یاد کرتے ہیں

شبِ فرقت سرشکِ غم چمکتے ہیں سرِ مژگاں
کسی مہوش کو یہ ٹوٹے ستارے یاد کرتے ہیں

دلِ حسرت زدہ کو پھر تشفّی کی ضرورت ہے
ترے دامن کو پھر آنسو ہمارے یاد کرتے ہیں

Marfat.com

یکایک آج طوفان تھم گئے موجوں نے رُخ بدلا
مری کشتی کو شائد پھر کنارے یاد کرتے ہیں
مری جانب نگاہیں اُٹھ رہی ہیں بار بار اُن کی
مرے اس ڈوبتے دل کو سہارے یاد کرتے ہیں
شباب و شعر کے رنگین و دلکش باغ میں راسخ
کسی گلرُو کو میرے استعارے یاد کرتے ہیں

یکم اگست ۱۹۵۶ء

Marfat.com

○

کب تک ٹھہرے جانے والا
آئے گا کب آنے والا
میرے دل کی بات سنائے
ہر غُنچہ مُرجھانے والا
کب تک دل میں آگ چھپائے
تیرا راز چھپانے والا
میری اُلجھن بھی سُلجھائے
زلفوں کو سُلجھانے والا

Marfat.com

اوجھل ہوگا کیسے مجھ سے
لاکھ چھپے شرمانے والا

کس حسرت سے آج اٹھا ہے
تیرے ناز اٹھانے والا

رات سنج نبضیں ڈوب چلی ہیں
کب آئے گا آنے والا

۱۲ر اگست ۱۹۵۶ء

Marfat.com

○

بہارِ مے سے پھر تجدیدِ پیماں ہم بھی کرتے ہیں
سُبو کو اشکِ خوں سے گل بداماں ہم بھی کرتے ہیں

سرِ محفل عیاں غمہائے پنہاں ہم بھی کرتے ہیں
دلِ سوزاں کے داغوں کو نمایاں ہم بھی کرتے ہیں

جہاں میں آندھیاں غم کی جو چلتی ہیں تو چلنے دو
چراغِ آرزو دل میں فروزاں ہم بھی کرتے ہیں

جو خوش ہے باغباں اس پہ ہمیں پھر عذر ہی کیا ہے
نشیمن کو حریفِ برق و باراں ہم بھی کرتے ہیں

Marfat.com

خزاں دیدہ گلوں کی دید سے تسکین کیا ہوگی
یہ مجبوری مگر سیرِ گلستاں ہم بھی کرتے ہیں

خدا جانے کہ کل جوشِ جنوں میں حشر کیا ہوگا
مگر اب تو رفو چاکِ گریباں ہم بھی کرتے ہیں

نہیں موقوف تم پہ احترامِ فصلِ گل راسخ
یقیں جانو کہ تعظیمِ بہاراں ہم بھی کرتے ہیں

۱۳ اگست ۱۹۵۶ء

Marfat.com

○

شاید کہ اعتبارِ محبّت نہیں ہنوز
رہتا ہے مجھ سے دُور وہ زہرہ جبیں ہنوز

یادش بخیر، عہدِ جوانی کی دلکشی
پیشِ نظر ہے جلوۂ خلدِ بریں ہنوز

عرصہ ہوا ہے ترکِ محبّت کیے ہوئے!
پھر بھی کسی کی یاد ہے دل کے قریں ہنوز

ذوقِ نظر تو ہے ترے جلووں سے بہرہ ور
لیکن رہینِ یاس ہے قلبِ حزیں ہنوز

Marfat.com

پھر اُن کے آستاں پہ لٹانے کے واسطے
سجدے اٹھائے پھرتی ہے میری جبیں ہنوز

ہر شاخِ گل ہے دردِ جدائی سے مضطرب
آئی نہیں چمن میں مری "یاسمیں" ہنوز

اے دوستو خلوصِ عیادت کا شکریہ
بیمارِ غم ہے راسخِ گوشہ نشیں ہنوز

۱۴ ستمبر ۱۹۵۷ء

Marfat.com

محبّت کی باتیں وفا کا ترانہ
فریبِ مجسّم، فسانہ فسانہ
ذرا دیکھئے جیت ہوتی ہے کس کی
اُدھر بجلیاں ہیں اِدھر آشیانہ
محبّت کی روداد گو ہے پُرانی
مگر پھر بھی دُہرا رہا ہے زمانہ
زہے خوش نصیبی زہے کامرانی
جبیں کو ملا ہے ترا آستانہ

Marfat.com

مرے ذہن پر آج بھی مرتسم ہے

وہ آغازِ اُلفت کا رنگیں زمانہ

ہُوئے محوِ خوابِ عدم یار اکثر

مَیں کہتا رہا زندگی کا فسانہ

ہُوا وقت کے ساتھ رخصت وہ آنخ

وفورِ جنوں، جذبۂ والہانہ

۲۹ ستمبر ۱۹۵۶ء

Marfat.com

○

شرابِ ناب سے ساقی سے پیمانوں سے کیا شکوہ
جو محرومی ہو قسمت میں تو میخانوں سے کیا شکوہ

خرد والو، پریشاں حال انسانوں سے کیا شکوہ
چلو چھوڑو یہ دیوانے ہیں دیوانوں سے کیا شکوہ

نہ راس آئے اگر فصلِ بہاراں غنچۂ دل کو
تو پھولوں سے گلہ کیسا گلستانوں سے کیا شکوہ

تری پرکیف آنکھوں کے جنوں پرور اشاروں سے
جو زاہد بھی بہک جائیں تو مستانوں سے کیا شکوہ

Marfat.com

دلِ مضطر کی بیتابی کہیں بھی کم نہیں ہوتی
چمن زاروں سے کیا شکوہ بیابانوں سے کیا شکوہ

جہاں سے اٹھ گئے وہ پاسبانِ ناموسِ ملّت کے
جو ننگِ قوم ہوں ایسے مسلمانوں سے کیا شکوہ

شکایت بھی ہوا کرتی ہے اپنوں ہی سے اے آسنخ
جو بیگانے ہیں، بیگانے ہیں بیگانوں سے کیا شکوہ

۲ر فروری ۱۹۵۸ء

Marfat.com

نہیں محفوظ ناموسِ گلستاں ہم نہ کہتے تھے
چمن کی تاک میں ہے برقِ سوزاں ہم نہ کہتے تھے

بالآخر بادِ صرصر باغ کو برباد کر دے گی
خزاں کی زد میں آئیں گی یہ کلیاں ہم نہ کہتے تھے

ہزاروں خار پوشیدہ ہیں ان پھولوں کے دامن میں
سرابِ رنگ و بُو ہے یہ گلستاں ہم نہ کہتے تھے

تکلّف برطرف، اے قلبِ حسرت آشنا تم کو
نہ راس آئے گی یہ فصلِ بہاراں ہم نہ کہتے تھے

Marfat.com

زمانے سے مٹا کر ہمکو پچھتائے گا تُو آخر
تجھے یہ بات اے حسنِ پشیماں ہم نہ کہتے تھے

یہ تہذیبِ فرنگی، یہ ہوس کاری، یہ عُریانی
پیامِ موت ہے بہرِ مسلماں ہم نہ کہتے تھے

خرد کی فتنہ کاری سے پریشاں ہو گئے آخر
لہو روئے گی آخر چشمِ انساں ہم نہ کہتے تھے

۱۵ مارچ ۱۹۵۰ء

Marfat.com

آنکھ اُٹھی، نقاب تک پہنچی

تشنہ کامی سراب تک پہنچی

وائے حسرت کہ میری بیتابی

پھر عروجِ شباب تک پہنچی

حُسنِ جنّت کی داستاں سُن کر

حرص، زُہد و ثواب تک پہنچی

اُن کے رخسار کے تصوّر میں

چشمِ حسرت گلاب تک پہنچی

Marfat.com

اضطرابی غزل کی صورت میں

تارِ چنگ و رباب تک پہنچی

اُن کے وعدوں کی انتہا دیکھو

بات روزِ حساب تک پہنچی

میرے شعروں کی دلکشی راسخ

اُن کے حُسن و شباب تک پہنچی

۱۸ دسمبر ۱۹۵۷ء

Marfat.com

الٰہی کس کی ہے یہ افسوں کاری
کہ ہر سُو ہے جمودِ مرگ طاری

وہاں نغموں کی دل کو جستجو ہے
جہاں کچھ بھی نہیں جُز آہ و زاری

تبسم کھیلتا ہے میرے لب پر
مگر آنکھیں ہیں محوِ اشک باری

کسی کی بزم میں اے ہمصفیرو
نہ کام آئی مری جادو نگاری

Marfat.com

سنائیں کیا تمہیں افسانۂ غم

نہ پوچھو دوستو حالت ہماری

وُہی دِل ہے وُہی دردِ محبّت

وُہی دن رات کی ہے بیقراری

نہیں فرصت غموں سے گرچہ آتخ

مگر مشقِ سخن ہے پھر بھی جاری

۱۹، دسمبر ۱۹۵۷ء

Marfat.com

○

پھولوں سے پُر ہو دامنِ گلزار اور بھی
آنسو بہالے دیدۂ خوں بار اور بھی

دُھل جائیں داغہائے معاصی مِرے تمام
کھل کر برس اے رحمتِ غفّار اور بھی

ناصح تِری نوازشِ پیہم کا شکریہ
تیرے سوا ہیں کچھ مرے غمخوار اور بھی

مَیں نے کیا ہے جرمِ محبّت کا ارتکاب
یا کچھ خطا ہے اے مری سرکار اور بھی؟

Marfat.com

اُس حُورِ وش نے اُن کو سنوارا ہے اس طرح
سر چڑھ گئے ہیں گیسوئے خمدار اور بھی

آنے لگے ہیں ہوش میں پھر حضرتِ کلیم
اے برقِ طور لمعۂ انوار اور بھی

راسخ ہو دوستوں سے ہوا خواہش نباہ کی
کرنا پڑے گا کچھ تمہیں ایثار اور بھی

۱۴ فروری ۱۹۵۸ء

Marfat.com

دلِ مضطر مصائب میں اُلجھ کر شاد ہوتا ہے
یہ وہ گھر ہے جو ویراں ہو تو پھر آباد ہوتا ہے
تری جادو بھری نظروں کے مستانہ اشاروں سے
کوئی آباد ہوتا ہے کوئی برباد ہوتا ہے
ستارے بھی وفورِ درد سے بیتاب ہوتے ہیں
کوئی حسرت زدہ جب مائلِ فریاد ہوتا ہے
نشاطِ بزمِ ہستی کی تمنا ہی نہیں رہتی
جب انساں آشنائے لذتِ بیداد ہوتا ہے

Marfat.com

کوئی کوتاہیِ پرواز کا شکوہ نہیں کرتا
جہاں دیکھیں چمن میں، شکوۂ صیاد ہوتا ہے

پئے تعذیر حاضر ہے اسیرِ کاکلِ پیچاں
خدا جانے کہ اُن کے لب سے کیا ارشاد ہوتا ہے

نہ پوچھو تم تلوّن کیشیِ راسنخ کا افسانہ
ابھی یہ شاد ہوتا ہے ابھی ناشاد ہوتا ہے

۱۴ مارچ ۱۹۵۸ء

Marfat.com

○

جو سفینہ تُند موجوں میں مچل سکتا نہیں
وہ کبھی گرداب و طوفاں سے نکل سکتا نہیں

جس کا کردار و عمل ہو وجہِ تذلیلِ حیات
وہ زمانے کے سنبھالے سے سنبھل سکتا نہیں

قصۂ دار و رسن مَیں نے سُنا ہے بارہا
رُعبِ باطل سے دلِ مومن دہل سکتا نہیں

لاکھ کوشش بھی کرے انسان جینے کی مگر
موت کا وقت معیّن پھر بھی ٹل سکتا نہیں

Marfat.com

مشرقِ بطحا سے ہے مہرِ نبوّت کی نمود
اب زمانے میں چراغِ کُفر جل سکتا نہیں
لاکھ سیّاروں تک اِنساں دسترس حاصل کرے
پھر بھی قسمت کے ستاروں کو بدل سکتا نہیں
اُس کو راہِ سنج کس طرح ہو منزلِ راحت نصیب
جو زمانے کی کٹھن راہوں پہ چل سکتا نہیں

۵ مئی ۱۹۵۸ء

Marfat.com

نظر اُن کی اگرچہ خشمگیں معلوم ہوتی ہے
مگر پھر بھی محبّت آفریں معلوم ہوتی ہے

نہ پُوچھ اے ہمنشیں نیرنگیاں دردِ محبّت کی
کہیں سے ٹیس اُٹھتی ہے کہیں معلوم ہوتی ہے

مری رگ رگ میں غم کی آگ کے شعلے بھڑکتے ہیں
مری ہر سانس آہِ آتشیں معلوم ہوتی ہے

تصوّر بن کے پنہاں ہے مرے سینے کے پردوں میں
تری تصویر بھی پردہ نشیں معلوم ہوتی ہے

Marfat.com

کِسے غمخوار سمجھوں مَیں کِسے دشمن کہوں یارب

لہو سے تر مجھے ہر آستیں معلوم ہوتی ہے

خلوصِ عشق اے واعظ کہاں ہے تیرے سجدوں میں

ملوّث حرص سے تیری جبیں معلوم ہوتی ہے

اِک ایسا دَور بھی آتا ہے راسخ زندگانی میں

کہ جب ہر چیز دُنیا کی حسیں معلوم ہوتی ہے

۲۲ اگست ۱۹۵۸ء

Marfat.com

تصوّر ہے فرازِ عرش سے بھی بالا تر اپنا!
نہ جانے کس کے در پر خم ہُوا ہے آج سر اپنا
عجب انداز ہے اپنے تخیّل کی بلندی کا
کہ اکثر چاند کی وادی سے ہوتا ہے گذر اپنا
شبِ غم چشمِ خوں آشام کی روداد کیا کہیئے
لہو بن بن کے بہہ نکلا ہے ہر لختِ جگر اپنا
مریضِ دردِ اُلفت کا ہے وقتِ آخریں شاید
کہ دل تھامے ہُوئے بیٹھا ہُوا ہے چارہ گر اپنا

Marfat.com

نہ رستے کی خبر ہے اور نہ منزل کا تعیّن ہے
مرے راہوارِ غم یہ ختم کب ہوگا سفر اپنا

وہی رنگِ تغزّل ہے وہی پامال راہیں ہیں
سمٹ کر رہ گیا ہے چند شعروں میں ہنر اپنا

زمانہ مصلحت اندیشیوں میں محو ہے راسخ
بدل ڈالو خدا را تم بھی اندازِ نظر اپنا

۲۵ ستمبر ۱۹۵۸ء

Marfat.com

○

اشک بہتے ہیں، داغ جلتے ہیں
سیلِ غم میں چراغ جلتے ہیں

آہِ سوزاں سے داغ جلتے ہیں
بادِ صرصر سے باغ جلتے ہیں

تیرے جلووں کی تابشیں، توبہ
دل تو دل ہیں دماغ جلتے ہیں

میکدے میں ہے روشنی ہر سُو
سوزِ مے سے ایاغ جلتے ہیں

Marfat.com

اہلِ عسرت کی بے نیازی پر

کیوں یہ اہلِ فراغ جلتے ہیں

مرغِ گلشن کو دیکھ کر شاداں

رشک و حسرت سے زاغ جلتے ہیں

مرے ظلمتکدے میں اے راسخ

آنسوؤں کے چراغ جلتے ہیں

۳۱ جنوری ۱۹۵۹ء

Marfat.com

ہوتے تھے جو کبھی مجھے بیزار دیکھ کر
حیراں ہوں اُن کو آج میں غمخوار دیکھ کر

افسوس چارہ سازِ محبت بھی ناگہاں!
گھبرا گیا ہے حالتِ بیمار دیکھ کر

دشمن رہینِ یاس ہے، حیراں ہے بوالہوس
اہلِ وفا کا جذبۂ ایثار دیکھ کر

انسانیت ہے فرطِ ندامت سے سرنگوں
یہ افتراقِ سبحہ و زنّار دیکھ کر

Marfat.com

حسنِ عمل پہ حضرتِ واعظ کو ہے غرور
نازاں ہیں ہم بھی رحمتِ غفّار دیکھ کر

دامن میں اپنے شانِ کریمی نے لے لیا
روزِ حساب ہم کو گنہگار دیکھ کر

راسخ نہ پوچھ قیمتِ جنسِ وفا ہمیں
بکتے ہیں ہم خلوصِ خریدار دیکھ کر

۲۸ فروری ۱۹۳۹ء

Marfat.com

آہِ سوزاں، نالۂ شب گیر سے باتیں کریں
آؤ دو اِک آسمانِ پیر سے باتیں کریں

اس طرح شاید بہل جائے دلِ حسرت نصیب
شامِ فرقت یار کی تصویر سے باتیں کریں

بن چکا ہے دل ہدف تیرِ نگاہِ ناز کا!
آؤ تنہائی میں اِس نخچیر سے باتیں کریں

مُدتوں ہم نوکِ مژگاں سے رہے ہیں ہمکلام
اب سرِ میداں خدنگ و تیر سے باتیں کریں

Marfat.com

عرصۂ محشر ہے اُٹھو بخت کے مارو، ذرا
آج کھُل کر کاتبِ تقدیر سے باتیں کریں

پھر جنونِ عشق میں حد سے بڑھا جاتا ہے دل
پھر کسی کے کاکلِ شبگیر سے باتیں کریں

شاعرِ کامل کے شعروں سے کریں حاصل سرور
آؤ اے راسخ جنابِ میرؔ سے باتیں کریں

۱۵ مارچ ۱۹۵۹ء

Marfat.com

جب خدا خود مرا ناخدا بن گیا

حلقۂ موج بھی آسرا بن گیا

ساقیٔ دلربا کی جو اُٹھی نظر

ساغرِ تلخ بھی کیف زا بن گیا

داغہائے محبّت کی بہتات سے

دل مرا گلشنِ جانفزا بن گیا

چارہ سازوں کی چارہ گری دیکھئے

درد ہی بڑھتے بڑھتے دوا بن گیا

Marfat.com

میرے عشق و جنوں کا یہ اعجاز ہے
بے وفا بھی وفا آشنا بن گیا

دیکھ کر گلستاں میں تبسّم ترا
کِھل کے غنچہ گلِ خوشنما بن گیا

اللہ اللہ تمہاری نگاہِ کرم
راسخ بینوا کیا سے کیا بن گیا

۲ر اپریل ۱۹۵۹ء

Marfat.com

شعلوں کو دیکھ لوں میں شراروں کو دیکھ لوں
اُس برق وش کے شوخ نظاروں کو دیکھ لوں
کیسے فسونِ ناز سے کرتے ہیں دل کو رام
جادو نگاہ شعبدہ کاروں کو دیکھ لوں
مجھ کو چمن سے پیار ہے اس سے غرض نہیں
سرو و سمن کو دیکھ لوں خاروں کو دیکھ لوں
اِتنی تو کر عطا مجھے فرصت کہ سیلِ غم
اِک بار دُور ہی سے کناروں کو دیکھ لوں

Marfat.com

پھر فیصلہ کروں گا مَیں مرگ و حیات کا
پہلے کسی کے مست اشاروں کو دیکھ لوں

پھُولوں سے تو وفا کی توقع نہیں رہی
اب آزما کے مَیں ذرا خاروں کو دیکھ لُوں

راسخ کہاں یہ رونقیں ہوتی ہیں روز روز
جی بھر کے آج بزم میں یاروں کو دیکھ لُوں

Marfat.com

بڑا خوش خُلق ہے اَے مَے پرستو پیرِ میخانہ
عجب کیا ہے پلٹ جائے جو اَب تقدیرِ میخانہ

بھلا شیخ و برہمن میکدے کی قدر کیا جانیں
کسی میخوار سے پُوچھے کوئی توقیرِ میخانہ

وہ اپنے بھی گریباں میں ذرا مُنہ ڈال کر دیکھیں
سرِ منبر کھڑے کرتے ہیں جو تکفیرِ میخانہ

کسی کا دل دُکھانے سے فلک بھی کانپ جاتا ہے
خدا کے واسطے واعظ نہ کر تحقیرِ میخانہ

Marfat.com

مریضِ غم اگر اچھا نہ ہو جائے ہمیں کہنا
پلا دو آج تھوڑی سی اسے اکسیر میخانہ

ہوائے ملک گیری یہ سکندر کو مبارک ہو
ہمیں کافی ہے اے ساقی فقط جاگیرِ میخانہ

ہمارے راسخِ بے راہرو کی خیر ہو یارب
سُنا ہے ہو رہی ہے آج پھر تطہیرِ میخانہ

۲۶ر اکتوبر ۱۹۵۹ء

Marfat.com

○

مَیں پی کر مئے خانۂ سازِ محبّت

بتاؤں گا رندوں کو رازِ محبّت

نگاہِ بصیرت نے دیکھا ہے اکثر

حقیقت میں پنہاں مجازِ محبّت

وہ آغازِ اُلفت کی پُرکیف باتیں

کہاں اب وہ رازو نیازِ محبّت

تکلّم سے ہے بے رُخی سی ہویدا

نظر اُن کی ہے دلنوازِ محبّت

Marfat.com

کسی کی خوشی کے لئے ہم نے برسوں

چھپایا ہے سینے میں رازِ محبّت

نہیں ہے گوارا ہمیں عاشقی میں

تمیزِ ستم، امتیازِ محبّت

وہ اشعار کیا ہیں، غزل کیا ہے رائخ

نہ ہو جس میں سوز و گدازِ محبّت

۲۵ر نومبر ۱۹۵۹ء

Marfat.com

مرا قلب ہے بیقرارِ تمنّا!

کھٹکتا ہے سینے میں خارِ تمنّا

رُخِ پُرضیا نیم خوابیدہ آنکھیں

سُرورِ محبّت، خمارِ تمنّا

تڑپتا ہے مرغِ مقیّد کی صورت

دلِ مضطرب ہے شکارِ تمنّا

سجی ہے مرے دل میں بزمِ تصوّر

نظر میں ہے وہ نو بہارِ تمنّا

Marfat.com

رہیں داغ سینے کے سرسبز یارب
شگفتہ رہے لالہ زارِ تمنّا

مرا دل ہے مُردہ امیدوں کا مدفن
یہ سینہ مرا ہے مزارِ تمنّا

نہیں چند پھولوں پہ موقوف راسخ
ہے سارا چمن دلفگارِ تمنّا

۲۶ ر نومبر ۱۹۵۶ء

Marfat.com

بیتاب ہو کے تجھ کو پکارا کہاں کہاں
پہنچا ہُوں لے کے تیرا سہارا کہاں کہاں

پہلی نظر نے کر دیا قلب و جگر کو خاک
دیکھیں گرے یہ برق دوبارا کہاں کہاں

سیلِ الم ہے موجِ حوادث کا جوش ہے
طوفانِ غم نے مجھکو اُبھارا کہاں کہاں

گاہے درِ رقیب ہے گاہِ درِ حبیب
لے کر گیا نصیب ہمارا کہاں کہاں

Marfat.com

کعبے میں بادہ خانے میں دیر و کنشت میں
اپنے خدا کو ہم نے پکارا کہاں کہاں

آنکھوں میں ہے نہاں کبھی دل میں مکیں کبھی
رہتا ہے میرا انجمن آرا کہاں کہاں

راسخ ، تری تلاش میں اے جانِ اضطراب
پھرتا رہا ہے بخت کا مارا کہاں کہاں

Marfat.com

وُہ لاکھ نظریں چُرائیں مجھ سے رہیں گریزاں ہزار مجھ سے
مجھے تو پھر بھی یہ حُسنِ ظن ہے کہ اُن کو اب تک ہے پیار مجھ سے

زمانہ گذرا روش روش پر خزاں نے ڈیرے جمالئے ہیں
نہ آئی میرے چمن میں پھر کر کچھ ایسی رُوٹھی بہار مجھ سے

چمن سے رخصت ہُوا تھا جب مَیں اسیرِ رنج و ملال ہو کر
حسین کلیاں بھی رو رہی تھیں لپٹ کے بے اختیار مجھ سے

میرے رفیقو کرم کرو تم نہ مجھ کو احسان سے نوازو
تمہارے احسان کے تصدّق نہ اُٹھ سکے گا یہ بار مجھ سے

Marfat.com

مِری ہی اُلفت نے غیر فانی بنا دیا ہے جمال تیرا
جہاں میں قائم ہے درحقیقت یہ تیرا حُسن و وقار مجھ سے
تری نظر میں مری محبت کی قدر کیا ہے مقام کیا ہے
تری محبت میں ہو چکے ہیں کئی شہید و نثار مجھ سے
ہزار چاہا یہ میں نے راسخ کہ دوستوں پر گراں نہ گذرے
فسانۂ غم طویل تر تھا نہ ہو سکا اختصار مجھ سے

Marfat.com

آج اُن کا بھی انتظار نہیں

پھر بھی دل کو مرے قرار نہیں

چشمِ ساقی میں جو چھلکتا ہے

چشمِ نرگس میں وہ خمار نہیں!

اپنے دل پر بھی بس نہیں اپنا

اُن کے دل پر بھی اختیار نہیں

لاکھ غم سے رہیں گریزاں ہم

پھر بھی غم سے رہِ فرار نہیں

Marfat.com

ایک ساغر میں ہی بہک جائیں

مے پرستوں کا یہ شعار نہیں

اُن کے وعدوں کا ہے یقیں لیکن

اپنی ہستی کا اعتبار نہیں

میں ہُوں راسخ خلوص کا بندہ

مرا مسلک حصولِ کار نہیں

۳ر دسمبر ۱۹۵۹ء

Marfat.com

ذکرِ جاناں چاہیئے یا فکرِ دوراں چاہیئے

زندگی میں دل لگی کا کچھ تو ساماں چاہیئے

عالمِ بے چارگی میں پھر رہے ہیں در بدر

کچھ کرم اہلِ ہنر پر چرخِ گرداں چاہیئے

زہر دیتا ہے تو دے اے چارہ گر بہرِ خدا

جس طرح بھی ہو علاجِ دردِ پنہاں چاہیئے

شرطِ دینداری نہیں واعظ فقط ریشِ دراز

اِس ریاکاری سے پہلے دل مسلماں چاہیئے

Marfat.com

میرے انبارِ معاصی کو ڈبونے کے لئے
ایک بحرِ بیکراں اے چشمِ گریاں چاہیئے

ظلمتِ الحاد میں انساں بھٹک سکتا نہیں
دل میں تابندہ چراغِ نورِ ایماں چاہیئے

المدد اے جذبۂ ایثار راسخ المدد
نشترِ احباب کو خونِ رگِ جاں چاہیئے

۲۶ دسمبر ۱۹۵۹ء

Marfat.com

عیاں وہ جلوۂ مستور ہو جائے تو کیا ہوگا؟

فروزاں پھر چراغِ طور ہو جائے تو کیا ہوگا؟

اگر تیرے جمالِ پُرضیا کی جلوہ ریزی سے

مری ہستی سراپا نور ہو جائے تو کیا ہوگا؟

مری آنکھوں کو جس کی دید سے حاصل ہے تابانی

وہ سیّارہ نظر سے دور ہو جائے تو کیا ہوگا؟

تم اپنے حسن پہ نازاں ہو لیکن یہ بھی سوچا ہے

محبّت پر کوئی مغرور ہو جائے تو کیا ہوگا؟

Marfat.com

تمہاری بے رُخی کو دیکھکر ترکِ محبت پر
مرا دل بھی اگر مجبور ہو جائے تو کیا ہوگا؟

نہ تابِ دید ہے مجھکو نہ جرأت ہے تکلّم کی
دُعائے وصل گر منظور ہو جائے تو کیا ہوگا؟

کسی پردہ نشیں کو دل تو دے بیٹھے ہو اے راسخ
جہاں میں بات یہ مشہور ہو جائے تو کیا ہوگا؟

۲۷ دسمبر ۱۹۵۹ء

Marfat.com

○

شبِ غم لے دلِ ناداں بسر ہو گی تو کیا ہو گا؟
سحرِ آلام کی پیغامبر ہو گی تو کیا ہو گا؟

مریضِ غم کو زہراب دوا دیتے ہو چارہ گر
یہ کوشش بھی اگر ناکارگر ہو گی تو کیا ہو گا؟

نظر کی بجلیوں نے خرمنِ دل پھونک ڈالا ہے
اگر برقِ تبسم جلوہ گر ہو گی تو کیا ہو گا؟

ہم اپنے خون کا دعویٰ سرِ محشر نہیں کرتے
لہو سے آستیں اُن کی جو تر ہو گی تو کیا ہو گا؟

Marfat.com

۱۰۳

عموماً اِس تفکّر میں مری راتیں گزرتی ہیں

انہیں میری محبّت کی خبر ہو گی تو کیا ہو گا؟

مرے پہلو میں دل جس کے تصوّر سے دھڑکتا ہے

مری جانب اگر اُس کی نظر ہو گی تو کیا ہو گا؟

ہمارا بختِ خوابیدہ نہ جب بیدار ہو راسخ

شبِ رنج و مصائب کی سحر ہو گی تو کیا ہو گا؟

۲۸ دسمبر ۱۹۵۹ء

Marfat.com

خفا ہو گئے ناگہاں جاتے جاتے

ہوئے مجھ سے وہ بدگماں جاتے جاتے

غضب ناک نظروں سے یکھو نہ مجھ کو

گراؤ نہ یوں بجلیاں جاتے جاتے

نگاہوں نگاہوں میں ہی کہدیا ہے

محبّت کا رازِ نہاں جاتے جاتے

چلو ٹھیک ہے تم جو فرما رہے ہو

نہ کھلواؤ میری زباں جاتے جاتے

Marfat.com

زہے خوش نصیبی خوشا حسنِ قسمت

اِدھر آ گئے ہو کہاں جاتے جاتے؟

کرے کوششیں باغباں لاکھ لیکن

یہ جائے گا دورِ خزاں جاتے جاتے

رُکے ہو جگر تھام کر تم جو راسخ

نظر پڑ گئی ہے کہاں جاتے جاتے؟

۳۰ دسمبر ۱۹۵۹ء

Marfat.com

○

عرصۂ ہستی میں جب تک ہم رہے
مبتلائے یاس و وقفِ غم رہے

اے خوشا سینے میں تیرا غم رہے
آنکھ تیری یاد میں پُر نم رہے

ہم بھی تیرے باغ میں اے باغباں
چند لمحے صورتِ شبنم رہے

لاکھ اشکوں نے وضاحت کی، مگر
پھر بھی افسانے مرے مبہم رہے

Marfat.com

کر رہے ہیں رو کے وہ رخصت مجھے

زندگی بھر مجھ سے جو برہم رہے

اُن کے کوچے میں کٹی عمرِ طویل

پھر بھی ہم اُن کی نظر میں کم رہے

یہ بھی اے راسخ اُسی کا ہے کرم

خوش رہے جس حال میں بھی ہم رہے

۲۱ / اپریل سنہ ۱۹۶۰ء

Marfat.com

وفورِ دردِ مہجوری ارے توبہ ارے توبہ

یہ بیدادِ غمِ دوری ارے توبہ ارے توبہ

یہ طولِ شامِ تنہائی یہ بے چینی یہ بیتابی

دلِ محزوں کی رنجوری ارے توبہ ارے توبہ

سوالِ وصل سُن کر، انتہائی بے نیازی سے

ترا اظہارِ معذوری ارے توبہ ارے توبہ

نہ صبر و ضبط کا یارا نہ جرأت لب کشائی کی

محبت کی یہ مجبوری ارے توبہ ارے توبہ

Marfat.com

وہ پیکارِ ہوس رانی وہ محشر خیز ہنگامے
گذشتہ عہدِ جمہوری ارے توبہ ارے توبہ
خدا کو بھی نہیں پہچان سکتا زعمِ شاہی میں
غرورِ تاجِ فغفوری ارے توبہ ارے توبہ
نہ عقبیٰ کا ہے اندیشہ نہ دنیا کی خبر راسخ
خمارِ آبِ انگوری ارے توبہ ارے توبہ

۲ر مئی ۱۹۶۰ء

Marfat.com

نقشِ ہستی بر آب ہے یارو

زیست مثلِ حباب ہے یارو

یہ بہارِ ریاضِ عالم بھی

رنگ و بُو کا سراب ہے یارو

ایک دل ہے ہزار اُمّیدیں

کیا قیامت شباب ہے یارو

وہ مجسّم شباب و رعنائی

آپ اپنا جواب ہے یارو

Marfat.com

زہد و تقویٰ بھی پارسائی بھی

آج نذرِ شراب ہے یارو

ہجر کے دن، فراق کی راتیں

اِک مسلسل عذاب ہے یارو

ایک راسخ تھا یارِ غار اپنا

وہ بھی پا بر رکاب ہے یارو

Marfat.com

شکوہ بھی اُن کا خوب، شکایت بھی خوب ہے
ترکِ وفا کی مجھ پہ یہ تہمت بھی خوب ہے
خلوت میں ہم سے پیار ہے جلوت میں اجتناب
اُن کی تکلفات کی عادت بھی خوب ہے
رخسارِ گل پہ گوہرِ شبنم کی ہے نمود
عارض پہ اُن کے اشکِ ندامت بھی خوب ہے
آنکھیں لڑا کے دل مرا پہلو سے چھین کر
ہنس کر کہا یہ مالِ غنیمت بھی خوب ہے

Marfat.com

ذکرِ وفا ہے لب پہ اور دل میں نہیں خلوص
اِس دورِ انحطاط کی الفت بھی خوب ہے

محشر میں عاصیوں کو بھی دامن میں لے لیا
اے خالقِ جہاں تری رحمت بھی خوب ہے

محروم ہی رہا ہے سکوں سے یہ عمر بھر
اِس راسخِ غریب کی قسمت بھی خوب ہے

۱۵ر جولائی سنہ ۱۹۶۰ء

Marfat.com

حسنِ دل افروز کا جلوہ نظر آیا تو ہے

پھر وہ رشکِ ماہِ کامل بام پر آیا تو ہے

مُدّتوں کی جستجو کے بعد اے ذوقِ سجود

راہِ اُلفت میں کسی کا سنگِ در آیا تو ہے

رفتہ رفتہ رنگ لائے گا جنونِ عاشقی

آنسوؤں میں مل کے کچھ خونِ جگر آیا تو ہے

دیکھئے بھیجا ہے اُس وعدہ شکن نے کیا جواب

اُس کے کُوچے سے پیامی لوٹ کر آیا تو ہے

Marfat.com

شامِ فرقت میں نہیں بزمِ تصوّر میں سہی
حسبِ وعدہ وہ بتِ بیداد گر آیا تو ہے

کھوئے کھوئے سے نظر آتے ہیں وہ بھی آج کل
"کچھ ہمارے نالۂ دل میں اثر آیا تو ہے"

جس سخنور کے لئے اہلِ نظر بیتاب تھے
بزم میں وہ راسخِ شوریدہ سر آیا تو ہے

۲۵ جولائی ۱۹۶۰ء

Marfat.com

مستعد ہوں میں سزائے عشق پانے کے لئے
شوق سے آئیں وہ خنجر آزمانے کے لئے

المدد اے دیدۂ خوں نابہ افشاں المدد
مجھکو سرخی چاہیئے غم کے فسانے کے لئے

اے جہاں والو متاعِ سیم و زر کیا چیز ہے
جاں بھی حاضر ہے مری اُس پر لٹانے کے لئے

میں تو کیا شمس و قمر بھی لے کے سجدوں کی تڑپ
محوِ گردش ہیں اُسی کے آستانے کے لئے

Marfat.com

جب کیا روزِ ازل جن و ملک نے اجتناب

ہم بڑھے بارِ غمِ ہستی اٹھانے کے لئے

غنچۂ نوخیز کی دیوانگی تو دیکھئے

کر دیا دل چاک دم بھر مسکرانے کے لئے

آئے تھے راسنج زمانے کا تماشا دیکھنے

رہ گئے بن کے تماشا ہم زمانے کے لئے

۲۹ ستمبر ۱۹۶۰ء

Marfat.com

○

نرگس کے چھلکتے ساغر میں شبنم کے ستارے ڈوب گئے
اُن بھیگی بھیگی پلکوں میں کچھ مست اشارے ڈوب گئے
طغیانیٔ گریہ نے آخر سب ضبط کے بندھن توڑ دیئے
طوفان بپھر کر یوں اُٹھا دریا کے کنارے ڈوب گئے
اشکوں کے تواتر کے باعث ہم دید سے بھی محروم رہے
سیلابِ الم کی موجوں میں پُرنور نظارے ڈوب گئے
ہر جانب یاس کا عالم ہے ہر جانب ظلمت طاری ہے
افسوس شبِ تنہائی میں اشکوں کے بھی تارے ڈوب گئے

Marfat.com

ہم دل کی بازی ہار کے بھی اس ظالم کو اپنا نہ سکے
ماحول کے خونی دھارے میں ارمان ہمارے ڈوب گئے

جو طوفانوں سے کھیلے تھے اُن غوّاصوں کا ذکر نہیں
غم اُن کا ہے جو ساحل پر تقدیر کے مارے ڈوب گئے

شبہائے الم میں اے راسخ ستاروں سے بھی دور کہیں
ظلمت میں ہماری آہوں کے پُرسوز شرارے ڈوب گئے

۱۲ / اکتوبر ۱۹۶۰ء

Marfat.com

لالہ زار و مجھ کو بہلاؤ کہ مَیں مغموم ہوں

اے بہار و مجھ کو بہلاؤ کہ مَیں مغموم ہوں

تم سے تو مخفی نہیں ہے میرے دل کی کیفیت!

راز دارو مجھ کو بہلاؤ کہ مَیں مغموم ہوں

راہِ ہستی میں لٹا بیٹھا ہوں دل کا کارواں

رہگذارو مجھ کو بہلاؤ کہ مَیں مغموم ہوں

مَیں تمہارے خم کے صدقے جام و مینا کے نثار

میگسارو مجھ کو بہلاؤ کہ مَیں مغموم ہوں

Marfat.com

بربطِ رنگیں پہ چھیڑو نغمۂ کیف و سرور
ماہ پارو مجھ کو بہلاؤ کہ مَیں مغموم ہُوں

عارضِ محبوب کی باتیں کرو شامِ فراق
چاند تارو مجھ کو بہلاؤ کہ مَیں مغموم ہُوں

رسنج رنگیں نوا کے دلنشیں اشعار سے
میرے یارو مجھ کو بہلاؤ کہ مَیں مغموم ہُوں

Marfat.com

وہ عمرِ رفتہ کا دَورِ رنگیں، شباب کا دلربا زمانہ
حسین خوابوں میں کھو کے ہم نے سُنا تھا اِک دلنشیں فسانہ
ہماری آنکھوں میں بھی وہ خلدِ بریں کے منظر بسے ہُوئے ہیں
کہ ہم بھی مُدّت ہُوئی ہے گذرے تھے اُنکے کوچے سے والہانہ
اسی تمنّا میں کھو کے سجدے قدم قدم پر لٹا رہا ہوں
کہ میرے سر کو کہیں تو آخر ملے گا تیرا بھی آستانہ
کبھی یہاں ہوں کبھی وہاں ہوں نہیں کہیں بھی قرار مجھ کو
چمن چمن سے یہ چُن رہا ہوں میں اپنی قسمت کا دانہ دانہ

Marfat.com

نہ بیم برقِ تپاں ہے مجھکو نہ خوفِ بادِ خزاں ہے مجھ کو
قفس کی آسائشیں سلامت نہیں ہوں محتاجِ آشیانہ
بڑی نوازش بڑی عنایت کہ تم تصوّر میں آ گئے ہو!!
کہاں تمہارا مقام ورنہ کہاں مرا یہ غریب خانہ
شباب رخصت ہوا ہے راسخ غزل کہیں بھی تو کیا کہیں ہم
نہ سر میں سودائے کیف و مستی نہ دل میں جذباتِ عاشقانہ

Marfat.com

متاعِ قلب و جاں جس پر کیا ہم نے نثار اپنا
اُسی ظالم کے چرکوں سے ہے سینہ داغدار اپنا

جنونِ عشق میں یہ جوش وحشت کا کرشمہ ہے
کہ دامن چاک ہے اُن کا گریباں تار تار اپنا

ڈبوئی آنسوؤں نے آبرو، ضبط و تحمل کی
ہوا ہے بزم میں رازِ محبت آشکار اپنا

نہ پوچھو ہمصفیرو، قصۂ محرومیٔ قسمت
چمن زارِ جہاں میں ہے نہ گل اپنا نہ خار اپنا

Marfat.com

بتاؤ تو سہی اے چارہ سازو ماجرا کیا ہے
پریشاں سا نظر آتا ہے کیوں تیماردار اپنا

خدا کے لطفِ بے پایاں پہ ہم کو ناز ہے واعظ
پہ بخشش نہیں حسنِ عمل پہ انحصار اپنا

کسی کی جستجو میں یہ ہمارا حال ہے راسخ
سرِ منزل کھڑے ہم کر رہے ہیں انتظار اپنا

یکم جنوری ۱۹۶۱ء

Marfat.com

جس کی اُلفت نے کیا ہر شے سے بیگانہ مجھے
وائے حسرت کہہ رہا ہے وہ بھی دیوانہ مجھے

جزوِ صحرا ہوں اگرچہ ذرّۂ ناچیز ہوں
رشکِ صد خورشید کر دے لطفِ جانانہ مجھے

کس قدر غم آفریں ہے شامِ عشرت کا مآل
درسِ عبرت دے رہی ہے خاکِ پروانہ مجھے

اُن سے جو عہدِ جوانی میں سُنا تھا ایک بار
یاد ہے اب تک محبت کا وہ افسانہ مجھے

Marfat.com

اہلِ ثروت کے کرم سے کر دیا ہے بے نیاز
بخش کر تُو نے یہ اندازِ فقیرانہ مجھے

اِک تماشا بن گئی ہے تشنگیِ مے نوشی مری
دیکھتا ہے آج کس حیرت سے پیمانہ مجھے

بعد میرے یاد کر کے میرا ذوقِ مے کشی!
مُدّتوں روئے گا راسخ پیرِ میخانہ مجھے

۲ر جنوری ۱۹۶۱ء

Marfat.com

اشکِ لالہ رنگ ہیں زیبِ سرِ عنوانِ دل
چشمِ خونبار فشاں ہے منبعِ طوفانِ دل

درد کی شدّت سے یوں محسوس ہوتا ہے مجھے
سینۂ مجروح میں پیوست ہے پیکانِ دل

مُردنی سی چھا رہی ہے گلشنِ اُمید پر
آج پہلو میں نہیں جلوہ فگن وہ جانِ دل

ناصحا اِک حُور وش کے داغِ ہجراں کے طفیل
رشکِ صد جنّت بنا ہے گوشۂ دامانِ دل

Marfat.com

سوزِ پنہاں، دردِ پیہم، اضطرابِ بیکراں
یہ سرو سامانِ دل ہے رونقِ ایوانِ دل

اِس کی تہہ میں کوئی غوّاصِ جہاں پہنچا نہیں
کس قدر گہرا ہے یارب بحرِ بے پایانِ دل

پوچھتے تم کیا ہو اس حسرت زدہ کا ماجرا
راستخِ غم آشنا ہے کشتۂ ارمانِ دل

۵ر جنوری ۱۹۶۱ء

Marfat.com

○

چھپ کے پردے میں خود نمائی ہے
خوب اندازِ دلربائی ہے
ترے جلوؤں کی یہ فراوانی
سارا عالم ترا فدائی ہے
حسنِ جنّت ہے کیا سوا اس کے
ترے کوچے کی خوشنمائی ہے
اللہ اللہ فرازئ قسمت
ترے در تک مری رسائی ہے

Marfat.com

پھر نشیمن کی ہے ہوس دل کو
برقِ سوزاں تری دُہائی ہے
ساری دنیا سے لغبض ہے اس کو
خوب واعظ کی پارسائی ہے
عیدِ ہستی کے واسطے راسخ
"کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے"

Marfat.com

چمن زاروں سے گذرے ہیں گلستانوں سے گذرے ہیں
تصوّر میں ترے رنگیں شبستانوں سے گذرے ہیں

یہ اعجازِ محبّت ہے کہ پروازِ تخیّل ہے
شبِ ہجراں میں ہم اکثر پری خانوں سے گذرے ہیں

ہم اپنے سر میں کچھ ناکام سجدوں کی تڑپ لے کر
تمہارے آستانے سے کئی ارمانوں سے گذرے ہیں

جنونِ عاشقی کا ہے کرم جس کی بدولت ہم
عموماً جوشِ وحشت میں بیابانوں سے گذرے ہیں

Marfat.com

تمہاری آرزو میں ہم پھرے ہیں کوہ و صحرا میں
تمہاری جستجو میں تند طوفانوں سے گذرے ہیں
جہاں نذرِ ہوس ہوتی ہیں نوخیز و حسیں کلیاں
ہزاروں بار ہم ایسے بھی ایوانوں سے گذرے ہیں
کسی غنچہ دہن کی یاد میں کھوئے ہوئے راسخ
ہم اکثر شامِ فرقت میں گلستانوں سے گذرتے ہیں

بانگرود (بھارت)　　۲۱ مارچ ۱۹۶۱ء

Marfat.com

نکل کر میرے سینے سے زباں تک بات پہنچی ہے
بالآخر ضبطِ پیہم کی فغاں تک بات پہنچی ہے
گلوں سے چل کے رخسارِ بتاں تک بات پہنچی ہے
کہاں سے بات نکلی تھی کہاں تک بات پہنچی ہے
ستارے تلملا اٹھے ہیں فرطِ سوزِ الفت سے
مری آہِ رسا کی آسماں تک بات پہنچی ہے
مبارک صد مبارک اے جبینِ عجز کے سجدو
تمہاری آج اُن کے آستاں تک بات پہنچی ہے

Marfat.com

بحمد اللہ ملی آلامِ ہستی سے نجات آخر
بہ فیضِ عشق مرگِ ناگہاں تک بات پہنچی ہے

حقیقت کھل گئی واعظ ترے شوقِ عبادت کی
تری تقدیس کی حورِ جناں تک بات پہنچی ہے

کوئی دوہرا رہا ہے قصۂ دار و رسن راسخ
خلوصِ عشق کی پھر امتحاں تک بات پہنچی ہے

بانگرود (بھارت) — ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء

Marfat.com

نہ پوچھو قصۂ شامِ الم ہم بیقراروں سے
سکونِ دل جلا ہے آتشِ غم کے شراروں سے

کسی رشکِ قمر کی یاد میں اے شامِ تنہائی
کہاں تک دل کو بہلاتے رہیں ہم چاند تاروں سے

زہے حسنِ مقدر اے خوشا تابانیٔ قسمت
مری چشمِ طلب روشن ہے اُن کے جلوہ زاروں سے

مرا دل اُن کی تنویرِ محبت سے منوّر ہے
سرِ افلاک پہنچے تھے گذر کر جو ستاروں سے

Marfat.com

گلہ ہے اپنی قسمت سے نہ راس آیا چمن ہم کو
نہ پھولوں سے شکایت ہے نہ شکوہ ہے بہاروں سے

اُدھر سے تم جو گذرو ہے تلاطم آشنا موجو
ہمارے ڈوبنے کا حال کہہ دینا کناروں سے

مَیں بزمِ شعر کو دلکش بنانے کے لئے راسخ
اُڑا لایا ہوں رنگینی گلوں سے لالہ زاروں سے

۲۰/ مئی ۱۹۶۱ء

Marfat.com

غمگسارو، قریب آجاؤ

میرے یارو قریب آجاؤ

شامِ فرقت کی تیرگی، توبہ

ماہ پارو قریب آجاؤ

ناخداؤں کی دیکھ لی ہمت

اے کنارو قریب آجاؤ

داستانِ شبِ الم سُن لو

چاندتارو قریب آجاؤ

Marfat.com

فصلِ گل ہے حسین موسم ہے
گلعذارو قریب آجاؤ

پھول مجھ سے اگر گریزاں ہیں
تم ہی خارو قریب آجاؤ

مرگِ راسخ کا وقت ہے شاید
چارہ کارو قریب آجاؤ

Marfat.com

○

زہرِ غم سے پُر ہے جامِ انبساطِ زندگی
یعنی تمہیدِ مصائب ہے نشاطِ زندگی

خواب ہو جائینگے ہنگامے یہ ہنگامِ سحر
عارضی ہے رونقِ شامِ رباطِ زندگی

لمحہ بھر کی یہ چمک یہ سوز مانندِ شرر
ناز کتنا ہے مگر کیا ہے لبساطِ زندگی

رہروِ ماندہ کو منزل کی طلب ہو جس طرح
موت سے کچھ اس طرح ہے ارتباطِ زندگی

Marfat.com

ہر قدم ہے پُر خطر ہر گام پر افتاد ہے
ہائے کس درجہ یہ مشکل ہے صراطِ زندگی

شبرِ نر بھی بن گئے روباہ خوفِ مرگ سے
الحذر اے انتہائے احتیاطِ زندگی

اہلِ عشرت جس کو سمجھے ہیں عروجِ لازوال
وہ حقیقت میں ہے راستے انحطاطِ زندگی

۱۶ ستمبر ۱۹۶۱ء

Marfat.com

غنچہ غنچہ ہے چمن کا دلفگارِ زندگی

لالۂ باغِ جہاں ہے داغدارِ زندگی

گلرخوں سے اسقدر ہنس ہنس کے کھائیں فریب

اب تو پھولوں کا تبسم بھی ہے بارِ زندگی

دل ہی مر جائے اگر پھر زندگی کیا موت کیا

دل کے احساسات پر ہے انحصارِ زندگی

مُردہ اُمیدوں کا مدفن ہے دلِ حسرت نصیب

چشمِ خوں آشام ہے شمعِ مزارِ زندگی

Marfat.com

رُوئیں رُوئیں میں نہاں ہے دردِ اندوہِ حیات
ہر مسامِ تن میں ہے پیوستہ خارِ زندگی

کس سے کی ہے آج تک اس نے نہ نازے میں وفا
کس بھروسے پر کریں ہم اعتبارِ زندگی

قدر کیا جینے کی مرنے کا جو رہتا ڈر نہ ہو
موت کے ہی دم سے قائم ہے وقارِ زندگی

۲۵ ستمبر ۱۹۶۱ء

Marfat.com

نہ فصلِ گل سے ہے الفت نہ کد خزاں سے مجھے
مرے رفیق عقیدت ہے گلستاں سے مجھے

فتورِ برق کی نیت میں ہے ضرور کوئی
دکھا رہی ہے جو آنکھیں یہ آسماں سے مجھے

وہ باغِ خلدِ محبّت یہ وادیٔ کلفت
کہاں پہ لائی ہے قسمت مری کہاں سے مجھے

گرا کے اپنی نگاہوں سے وائے محرومی
زمیں پہ تُو نے گرایا ہے آسماں سے مجھے

Marfat.com

کسی کے در سے تعلّق نہیں کوئی مجھ کو
ازل سے عشق ہے تیرے ہی آستاں سے مجھے
ترا بہشت بھی دیکھوں گا میں ارے واعظ
کبھی ملی جو فراغت غمِ جہاں سے مجھے
ہوس کے دام میں آخر پھنسا ہوں میں راسخ
قفس میں لا کے رہی ہے یہ آشیاں سے مجھے

Marfat.com

○

مجھ کو رسوا نہ بے سبب کرنا
چشمِ گریاں نہ یہ غضب کرنا

ہائے تیرے وصال کی خاطر
یہ مناجاتِ روز و شب کرنا

چشمِ گستاخ سے ذرا کہدو
مہ جبینوں کا کچھ ادب کرنا

میرے غم کو بھی میکدے والو
نذرِ جامِ مئے طرب کرنا

Marfat.com

اتنی حوروں سے ایک کو واعظ
کتنا مشکل ہے منتخب کرنا
اہلِ زر بھی ہیں جیب گدا اُس کے
پھر گدائوں سے کیا طلب کرنا
اُن کی بزمِ طرب میں اے راسخ
آہ کرنا تو زیرِ لب کرنا

Marfat.com

کہاں ہے برق کا خدشہ کہیں خزاں کا نہیب
ہزار صحنِ گلستاں ہیں ہیں فراز و نشیب
یہ دلفریبیِ گلشن یہ اہتمامِ بہار
روش روش پہ بچھائے ہیں کس نے دامِ فریب؟
تمہارے دل پہ مسلّط ہے موت کا خطرہ
مرے دماغ پہ طاری ہے زندگی کا نہیب
جنونِ عشق و جوانی کا جوش کیا کہیئے
کہ اس کے ہاتھ سے محفوظ پیرہن ہے نہ جیب

Marfat.com

نہ جانے رازِ محبّت کا حشر کیا ہوگا؟
نہ تابِ نطق ہے مجھکو نہ تابِ صبر و سکوت

یہ اختلافِ عقائد ہے لازمی و اعظ
کہ رنگ و بُو کے تفاوت سے گلستاں ہے زیب

ذرا اجل کو بھی راسخ ہم آزما دیکھیں
ہزار بار تو کھایا ہے زندگی کا فریب

Marfat.com

پھر ہوئی ہے کوئی خطا ہم سے
آ رہے ہیں نظر وہ برہم سے
چشمِ محزوں میں اشکِ قصداں ہیں
میرا ساغر ہے پُر مئے غم سے
قطرہ قطرہ جو دے رہے ہو مجھے
پیاس کیسے بجھے گی شبنم سے
مے پرستوں سے ہم گریز کریں؟
یہ تو ہوگا نہ شیخ جی ہم سے

Marfat.com

شانِ رندی ہے عجز سے قائم

ہم کو نفرت ہے ساغرِ جم سے

خوب واقف ہیں ہم بھی اے گردوں

تیرے ماہ و نجوم کے رم سے

آج بزمِ سخن میں اے ساسخ

جو ہے رونق وہ ہے ترے دم سے

Marfat.com

فقر و فاقہ سے آشنا ہوں میں
انکساری کی انتہا ہوں میں

میں ہوں تیرے خیال میں بیخود
تُو سمجھتا ہے بے وفا ہوں میں؟

مختصر سی ہے داستاں میری
دل شکستہ ہوں بے نوا ہوں میں

گرچہ عاصی ہوں اے خدا، لیکن
تیری رحمت سے آشنا ہوں میں

جلوے اُس کے جمال کے راسخ
ذرّے ذرّے میں دیکھتا ہوں میں

Marfat.com